خودسازی

مجموعہ تقاریر

ولی فقیہ ورہبر معظم حضرت آیت اللہ العظمیٰ

سید علی الحسینی الخامنہ ای دام ظلہ العالی

مرتبہ

مجاہد حسین حرؔ

ناشر

معراج کمپنی لاہور

نام کتاب .... خود سازی

تقاریر .... ولیِ فقیہ و رہبر معظم آیت اللہ العظمیٰ سید علی الحسینی الخامنہ ای دام ظلہ العالی

مرتبہ .... مجاہد حسین حرؔ

کمپوزنگ .... قائم گرافکس۔ جامعہ علمیہ۔ ڈیفنس فیز ۴

پیج سیٹنگ .... مرزا محمد علی

پروف ریڈنگ .... مرکزِ قلم و قرطاس

ناشر .... معراج کمپنی لاہور

ہدیہ ....

ملنے کا پتہ

معراج کمپنی لاہور

بیسمنٹ میاں مارکیٹ، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار۔ لاہور

03214971214، 04237361214

محمد علی بک ایجنسی اسلام آباد

03335234311

انتساب

اس کتاب کو

میں ان لوگوں

کے نام کرتا ہوں

جو علمائے کرام

کے علم سے

استفادہ کرتے ہیں

اور علما کی قدر کرتے ہیں

مجاہد حسین حرّ

عرض ناشر

حمد ہے اُس ذات کے لئے جس نے انسان کو قلم کے ذریعے لکھنا سکھایا اور دُرود و سلام ہو اس نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جسے اس نے عالمین کے لئے سراپا رحمت بنا کر مبعوث فرمایا اور سلام و رحمت ہو ان کی آل پاک علیہم السلام پر جنہیں اس نے سارے جہاں کے لئے چراغ ہدایت بنایا۔

جب سے ادارہ قائم کیا ہے ایک خواہش تھی کہ ولیِ فقیہ ورہبر معظم آیت اللہ العظمیٰ سید علی الحسینی الخامنہ ای دام ظلہ العالی کی کتابیں شائع کی جائیں لیکن مصروفیات اور کچھ ولیِ فقیہ ورہبر معظم کی کُتب کی غیر دستیابی کی بنا پر اس خواہش کی تکمیل میں تاخیر ہوئی۔ لیکن اب الحمد للہ جناب مولانا مجاہد حسین حرؔ صاحب نے رہبر معظم کی کتب فراہم کرنے کی ذمہ داری لی اور انھوں نے خداوند قدوس کی بارگاہ سے اُمید ظاہر کی ہے کہ انشاءاللہ سو (۱۰۰) سے زائد کتب فراہم کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے اور ان کی اس سعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ (آمین)

''خودسازی'' ولی فقیہ ورہبر معظم آیت اللہ العظمیٰ سید علی الحسینی الخامنہ ای دام ظلہ العالی کی تقاریر سے اقتباسات ہیں۔

زیرِ نظر کتاب کی اشاعت ہمارے لئے کسی بڑے اعزاز سے کم نہیں ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی اور اسلامی تعلیمات کے فروغ اور دین الٰہی کی نشر و اشاعت

کے لئے کام کررہے ہیں۔

ہماری دعا ہے رب العزت تمام اُمّت مسلمہ کوعزت وسربلندی عطا فرمائے اور ہم سب کو ہرطرح کی بداخلاقی اور دیگر آفات و بلیات سے محفوظ رکھے۔

قارئین کرام کو ہم یہ بتادینا چاہتے ہیں بہت جلد معراج کمپنی کی ویب سائیڈ بنا کر آقائی رہبر معظم کی تمام کتابیں اس پر لوڈ کر دی جائیں گی۔

ادارہ معراج کمپنی شیخ محمد باقر امین صاحب کی دادی مرحومہ کے نام پر قائم کیا گیا ہے۔مومنین کرام سے درخواست ہے کہ مرحومہ کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

ادارہ

فہرست کتاب

اخلاق اورخودسازی

اخلاق اور انسان

اخلاق اور فن

اخلاقی مشکلات

ماہِ رمضان ماہِ تربیت

خطبۂ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا فضائل ماہِ مبارک رمضان

اخلاق اورخودسازی

عظیم مجاہدت

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ایک سخت جنگ سے واپسی پر فرمایا:

"یہ جہاد اصغر تھا اور اس کے بعد جہاد اکبر کی باری ہے۔"

جہاد اکبر یعنی نفس سے جہاد۔ جہاد بالنفس کو انسان کی ذاتی حدود تک محدود نہیں سمجھنا چاہیئے۔ شہوت، نفسانی خواہشات، لذت کوشی، آرام طلبی، زیادہ کی خواہش اور بری عادتوں کے خلاف مجاہدت اہم اور جہاد بالنفس ہے۔ یعنی انسان کو اپنے باطن میں موجود شیطان کے خلاف مستقل مجاہدت اور اس کو مغلوب کرنا چاہیئے تاکہ وہ انسان کو برے کاموں پر مجبور نہ کر سکے۔

خودسازی کے معنی

خودسازی کا مطلب ہمیشہ یہ نہیں ہوتا کہ کوئی عیب ہے، ہمیں اس کو برطرف کرنا چاہیئے۔ نہیں، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایسا عیب نہیں ہوتا جس کو محسوس کیا جائے۔ خودسازی کا مطلب یہ بھی ہوتا ہے کہ ان عناصر کی طرف سے ہوشیار رہیں جو عیب پیدا کر دیتے ہیں۔ ہمارے وجود میں انواع و اقسام کے جراثیم داخل ہوتے ہیں اور ہمارے اندر برائیاں اور

خرابیاں پیدا کردیتے ہیں۔

خودسازی کی ضرورت

خودسازی تمہید اور بنیادی شرط ہے دوسروں کی اصلاح، دنیا کی تعمیر، تبدیلی لانے اور سخت راستے طے کرنے کے لئے۔

انسان کے وجود میں تمام برائیوں کا سرچشمہ بھی موجود ہے، جو اس کا نفس ہے، نفس کا بت اور اس کی خودپسندی تمام بتوں سے زیادہ خطرناک ہے۔ اسی طرح انسانی وجود میں تمام اچھائیوں اور کمالات کا سرچشمہ بھی موجود ہے۔ اگر انسان کوشش کرے اور خود کو نفس امارہ اور نفسانی خواہشات کے چنگل سے نجات دلا سکے تو اچھائیوں کا سرچشمہ اس کے لئے کھل جائے گا۔

نوجوانوں کی اخلاقی تربیت کی اہمیت

نوجوانوں، بچوں اور نونہالوں کی اخلاقی تربیت، واقعی تمام ملکوں اور تمام معاشروں کے لئے بے حد اہم ہے۔ جو معاشرہ اسلامی ہو اور اسلامی احکام ونظریات کی بنیاد پر قائم رہنا چاہتا ہو، لازمی طور پر اس کے سامنے دیگر معاشروں سے بلندتر مجاہدت ہوگی۔ ہر معاشرہ جدوجہد کرتا ہے، کوئی بھی معاشرہ بغیر مجاہدت کے اصلاح کا راستہ نہیں پا سکتا۔ کسی بھی معاشرے میں اصلاح بغیر جدوجہد کے، بغیر سعی وکوشش کے اور بغیر مخالف قوتوں کے مقابلے میں مجاہدت کے حاصل نہیں ہوسکتی۔ اس لئے کہ ہر جگہ ایسے عوامل ہیں جو مختلف ثقافتوں کے مطابق بچوں کو چوری، برائی، کاہلی اور بے راہروی سکھاتے ہیں اور بچے ان سے

یہ چیزیں سیکھتے ہیں۔

نوجوانی میں خودسازی

اگر مجھ سے کوئی کہے کہ ایک جملے میں بتاؤ کہ نوجوانوں سے کیا چاہتے ہو؟ تو میں کہوں گا کہ تعلیم، پاکیزگی اور کھیل کود۔ میں سمجھتا ہوں کہ نوجوانوں میں یہ تین خصوصیات ہونی چاہئیں۔

انسان نوجوانی میں آسانی سے گناہوں سے اجتناب کرسکتا ہے۔ آسانی سے خود کو خدا سے نزدیک کرسکتا ہے۔ نوجوانی کے بعد بھی یہ تمام کام ممکن ہیں لیکن بہت مشکل ہیں۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ نوجوانی گناہ کرنے کا زمانہ ہے اور بڑھاپا توبہ کرنے کا۔ یہ غلط ہے۔ توبہ کرنے کا زمانہ بھی نوجوانی کا زمانہ ہی ہے۔ دعا کا زمانہ بھی نوجوانی کا زمانہ ہی ہے۔ ہر اہم کام کا زمانہ، نوجوانی کا زمانہ ہے۔

اخلاقی تربیت اور اخلاقی تعلیم کو مسلط کرنا

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اخلاق کے مسئلے اور نوجوانوں کی اخلاقی تربیت پر توجہ نہیں دینی چاہئے بلکہ ان کو آزاد چھوڑ دینا چاہئے۔ حالانکہ یہ مستقبل کی نسل کے تئیں غفلت اور تساہلی ہے۔ اخلاقی تربیت، اخلاقی تعلیم کو مسلط کرنا نہیں ہے۔ اخلاقی تعلیمات کو مسلط کرنا اچھی بات نہیں ہے۔ اسلام نے بھی ہم سے یہ نہیں کہا ہے اور یہ نہیں چاہا ہے۔ دباؤ اور زور زبردستی سے کام لیکر اخلاقی تعلیمات مسلط کرنے سے لوگ ریاکار، مکار اور منافق ہو جاتے ہیں جو اچھی بات نہیں ہے۔ لیکن تربیت بہت اہم ہے۔ صحیح طریقے سے تربیت کے ذریعے

نوجوانوں کو دیندار بنانا چاہئے۔ بنیادی ہدف یہ ہونا چاہئے کہ نوجوان دیندار، دین پر یقین رکھنے والے، اسلامی اخلاق اور ان صفات کے مالک ہوں جو اسلام کی نگاہ میں انسانوں کی پسندیدہ صفات ہیں۔

خودسازی کی روش

امیر المومنین حضرت علی (علیہ السلام) کے اس ارشاد گرامی سے کہ "من نصب نفسہ اماما فلیبدا بتعلیم نفسہ قبل تعلیم غیرہ" بالکل واضح ہے کہ (اصلاح کی) ابتدا اپنی ذات سے کرنی چاہئے۔ ہمیں خود اپنے اور پہلے توجہ دینا چاہئے۔ خودسازی کا پہلا اور اہم ترین قدم یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو، اپنے اخلاق کو اور اپنے کردار کو تنقیدی نگاہ سے دیکھے۔ اپنے عیوب کو دیکھے، ان پر غور کرے اور انہیں دور کرنے کی کوشش کرے۔ یہ کام ہم خود ہی کر سکتے ہیں اور یہ ذمہ داری خود ہمارے کندھوں پر ہے۔ ہمیں اپنی حفاظت کرنا چاہئے، اپنی لغزشوں کو کم کرنا چاہئے اور اس کام میں خدا سے مدد مانگنا چاہئے۔

اپنی بداخلاقیوں اور بری صفات کا پتہ لگائیں۔ یہ مجاہدت کا دشوار حصہ ہے۔ خود پسندی و خود ستائی میں مبتلا نہ ہوں۔ اپنے عیوب کو دیکھیں اور ان کی فہرست اپنے سامنے رکھیں۔ کوشش کریں کہ اس فہرست میں مسلسل کمی آئے۔ اگر حاسد ہیں تو (اپنے اندر) حسد کو ختم کریں، اگر ضدی ہیں تو ضد کو ختم کریں، اگر کاہل اور سست ہیں تو کاہلی اور سستی کو ختم کریں، اگر دوسروں کا برا چاہتے ہیں اور بدخواہ ہیں تو بدخواہی کو دور کریں، اگر اپنے اندر وعدہ خلافی پائی جاتی ہو تو وعدہ خلافی کو دور کریں اور اگر عہد شکنی پائی جاتی ہو تو عہد شکنی اور بے وفائی کو ختم کریں۔ اس سلسلے میں مجاہدت کرنے والوں کی خداوند عالم مدد کرے گا۔ خداوند عالم کمال تک پہنچنے کے لئے جاری مجاہدت میں انسان کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا ہے۔ اس

مجاہدت کا فائدہ سب سے پہلے خود مجاہدت کرنے والے کو پہنچتا ہے۔ اس کے علاوہ نفس سے جہاد، نفس کی اصلاح اور راہ خدا میں اپنے باطن کے اندر مجاہدت کا فائدہ، جو جہاد اکبر ہے، خود اس فرد تک محدود نہیں رہتا بلکہ معاشرے اور ملک وقوم کے حالات، سیاسی حالات، بین الاقوامی حالات، اقتصادی حالات، حالات زندگی (ہر جگہ اس کے اثرات مرتب ہوتے ہیں) مختصر یہ کہ اس طریقے سے عوام کی دنیا وآخرت دونوں سنور جاتی ہے۔

نفس کی پاکیزگی، انہیں مختصر جملوں سے ہوسکتی ہے؛ خدا پر توجہ، خدا سے الفت، ہر اقدام سے پہلے سوچنا، دنیا کے تمام اچھے لوگوں اور خدا کے تمام مخلص بندوں سے محبت اور سب کی بھلائی چاہنا۔

خودسازی کی کوئی انتہا نہیں ہے

اسلام اور عالم خلقت کے بارے میں خدائی نظریہ، انسانوں کو یہ سکھاتا ہے کہ راہ کمال میں کہیں رکنا نہیں چاہئے اور کسی بھی منزل پر قناعت نہیں کرنی چاہئے۔ یہ (کمالات کی سمت پیش قدمی) انسانی فطرت میں شامل ہے اور اس کی سرشت میں یہ بات رکھی گئی ہے۔ اس کو ہر روز پہلے سے زیادہ ترقی اور بلندی حاصل کرنی چاہئے۔ انسان کو چاہئے کہ انفرادی مسائل میں بھی جو انسان اور خدا کے درمیان کے مسائل ہیں، روز بروز زیادہ لطیف، زیادہ بلند، زیادہ پرہیزگار، خدا کے بتائے ہوئے صفات سے زیادہ متصف ہو اور اپنے دامن کو برائیوں، بے راہروی اور گمراہی سے زیادہ پاک رکھے۔

انسان ایک خام مادہ ہے، اگر اس نے اپنے اوپر کام کیا اور اس خام مادے کو برتر شکلوں میں تبدیل کر سکا تو اس نے زندگی میں اپنا لازمی کام انجام دیا اور یہی مقصد حیات ہے۔ مصیبت ان لوگوں کے لئے ہے جو اپنے اوپر علم وعمل کے لحاظ سے کام نہ کریں اور جس

طرح اس دنیا میں آئے ہیں، اسی طرح بلکہ بوسیدگیوں، تباہیوں، خرابیوں اور برائیوں کے ساتھ جو زندگی میں انسان کولاحق ہوتی ہیں، اس دنیا سے جائیں۔ صاحب ایمان کو مستقل طور پر اپنے اوپر کام کرنا چاہیئے۔ جو اپنا خیال رکھے، اپنے آپ پر نظر رکھے، ممنوعہ اور حرام کام نہ کرے اور پوری توجہ کے ساتھ راہ خدا پر چلے وہ کامیاب ہے۔ یہ دائمی خودسازی ہے اور اسلام کا دستورالعمل اسی مستقل خودسازی کے لئے ہے۔ یہ نماز پنجگانہ، پانچ وقت نماز پڑھنا، ذکر خدا، "ایاک نعبد وایاک نستعین" کی تکرار، رکوع کرنا، سجدہ کرنا، خدا کی حمد وثنا کرنا، اس کی تسبیح وتہلیل کرنا کس لئے ہے؟ اس لئے ہے کہ انسان مستقل طور پر خودسازی کرتا رہے۔

تزکیہ

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى [۱]

یعنی جو خود کو پاکیزہ بنائے، اپنے دامن، روح اور دل کو برائیوں سے پاک کرے، وہ فلاح پا گیا۔ فلاح یعنی ہدف زندگی اور مقصد تخلیق تک پہنچنے میں کامیابی۔

انسان کو نجات یہی پاکیزگی دلاتی ہے۔ جو چیز انسان کو مصیبتوں میں مبتلا کرتی ہے وہ برائیوں میں پڑنا ہے، اخلاقی برائیوں میں، ان برائیوں میں جو نفسانی خواہشات اور غصے سے وجود میں آتی ہیں، ان برائیوں میں جو لالچ، بخل اور دیگر برے اخلاقی صفات سے وجود میں آتی ہیں (گرفتار ہونا ہے)۔ انسانوں اور افراد بشر نے انہیں برے اخلاقی صفات سے دنیا کو سیاہ وتاریک کیا، زمین پر برائیاں پھیلائیں اور خدا کی نعمت کا کفران کیا ہے۔

اگر دنیا ظلم و جور سے پر ہے، اگر سامراجی طاقتیں دنیا والوں پر زیادتی اور ظلم کر رہی ہیں، اگر بہت سی اقوام اپنی خاموشی سے اپنے ہاتھوں اپنی ذلت و رسوائی کے اسباب

---

[۱] سورۂ اعلیٰ: ۱۴

فراہم کرتی ہیں، اگر بہت سی حکومتیں اپنے ہی عوام پر ظلم روا رکھتی ہیں، اگر غربت، جہالت اور بدتہذیبی ہے، اگر خانماں سوز جنگیں ہیں، اگر کیمیائی بم ہیں، اگر ستم و جارحیت، جھوٹ اور فریب ہے، تو یہ سب انسان کے پاکیزہ نہ ہونے اور اس بات کا نتیجہ ہے کہ انسانوں نے اپنا تزکیہ اور خوسازی نہیں کی۔

تزکیہ سے مراد کیا ہے؟

تزکیہ سے مراد لوگوں کو پاکیزہ بنانا، طاہر بنانا اور سنوارنا ہے۔ اس طبیب کی طرح جو اپنے مریض سے صرف یہ نہیں کہتا کہ یہ کام کرو اور یہ کام نہ کرو بلکہ اس کو مخصوص جگہ رکھتا ہے اور جو کچھ اس کے لئے ضروری ہوتا ہے اس کو دیتا ہے، کھلاتا ہے اور جو اس کے لئے مضر ہوتا ہے اس سے پرہیز کراتا ہے۔ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنی نبوت کے تیئیس برسوں کے دوران اور خاص طور پر مدینے کی زندگی اور اسلامی حکومت کے دس برسوں میں اسی اصول اور روش پر عمل کیا ہے۔

تزکیہ کی مشق

تمام عبادات اور شرعی فرائض جن کی انجام دہی کا ہمیں اور آپ کو حکم دیا گیا ہے، درحقیقت اسی تزکیہ اور تربیت کا وسیلہ ہیں۔ یہ ایک مشق ہے تاکہ ہم کامل ہو جائیں۔ جس طرح اگر ورزش نہ کی جائے تو آپ کا جسم ضعیف، کمزور اور ناتواں ہو جاتا ہے اور جسم کو خوبصورت، سڈول، توانا، طاقتور اور گوناگوں صلاحیتوں کا مالک بنانا ہو تو ورزش کرنا ضروری ہوتا ہے، اسی طرح نماز، روزہ، خدا کی راہ میں خرچ کرنا (خدا کی خوشنودی کے لئے

ضرورتمندوں کی مدد کرنا) جھوٹ نہ بولنا اور انسانوں کی بھلائی چاہنا بھی ایک ورزش ہے۔ ان ورزشوں سے روح خوبصورت، طاقتور اور کامل ہوتی ہے۔ اگر یہ ورزشیں نہ کی جائیں تو ممکن ہے کہ بظاہر ہم بہت اچھے نظر آئیں لیکن باطن میں ہم ناقص، حقیر، کمزور اور ناتواں ہوں گے۔

اخلاق کی اصلاح

ایک حدیث میں حضرت امام زین العابدین علیہ الصلوات والسلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا " ابن آدم لا تزال بخیر ما کان لک واعظ من نفسک" اے اولاد آدم تیرا حال، تیری حالت، تیرے ایام اور تیرا راستہ اس وقت تک اچھا رہے گا جب تک تو خود اپنے نفس کو وعظ و نصیحت کرتا رہے گا۔ کوئی تیرے باطن میں تجھے نصیحت کرے، تیرا دل، تیری عقل، تیرا ضمیر، تیرا ایمان تجھے نصیحت کرے۔ دوسروں کی نصیحت مفید ہے لیکن اس سے زیادہ مفید یہ ہے کہ انسان خود اپنے آپ کو نصیحت کرے۔" ما کان لک واعظ من نفسک وما کانت المحاسبۃ من ھمک" جب تک تمہارے اندر نصیحت کرنے والا ہے اور جب تک تم خود اپنا محاسبہ کرتے رہو گے۔ انسان کا اپنا محاسبہ دوسروں کے محاسبے سے زیادہ دقیق ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ انسان خود سے کچھ چھپا نہیں سکتا۔" وما کان الخوف لک شعارا والحزن لک دثارا" جب تک خوف خدا تمہارا شعار اور عذاب الٰہی کا خوف اور احتیاط تمہارا لباس رہے گا، اس وقت تک تم اچھے بنے رہو گے۔ یعنی خدا سے ڈرتے رہو اور عذاب و غضب الٰہی کو نظر میں رکھو اور خیال رکھو کہ تم سے کوئی ایسی لغزش نہ ہو جو اس بات کا باعث بنے کہ خدا تم سے غضبناک ہو۔ اگر ان چند باتوں کا خیال رکھو گے یعنی خود کو وعظ و نصیحت کرتے رہو گے، خود اپنا محاسبہ کرتے رہو گے اور عذاب و قہر خدا سے ڈرتے رہو گے اچھائی اور نیکی میں رہو گے۔ تمہاری دنیا بھی

اچھی رہے گی اور آخرت بھی اچھی رہے گی۔تمہارا کردار بھی اچھا رہے گا اور تمہاری زندگی بھی اچھی رہے گی۔تمہارے اندر بے چینی اور برائی نہیں رہے گی اور زندگی بہت اچھی رہے گی۔

تعلیم پر تزکیہ کا تقدم

تعلیم، تزکیہ سے مختلف ہے۔ اگرچہ تعلیم صحیح اور درست ہو تو تزکیہ بھی لاتی ہے لیکن تزکیہ ایک الگ چیز ہے۔

یہ خیال کہ جو بھی میدان علم میں اترا اس کو کمالات، دینداری اور اخلاق کی باتوں کا خیال نہیں رکھنا چاہئے، بالکل غلط اور باہر سے آئی ہوئی فکر ہے جو عیسائی یورپ میں وجود میں آئی تھی اور اسلامی فضا اور اسلامی مفاہیم و تعلیمات کے مطابق نہیں ہے کیونکہ اگر دانشور صاحب فضیلت اور بااخلاق ہو تو اس سے ہر میدان میں بشریت اور اپنے ملک کی بلندی کی امید رکھی جا سکتی ہے۔ ایسا دانشور اہم اہداف کو اپنا مقصد قرار دے گا اور اس کے کام، انسانیت، مساوات اور فضیلت سے ہم آہنگ اور آج کی دنیا کی عجیب و غریب بے سروسامانی کے خلاف ہوں گے۔

آسان اور مشکل

روحانی خودسازی آسان اور مشکل دونوں ہے۔ ایک لحاظ سے آسان اور ایک لحاظ سے مشکل ہے۔ آسان ہے اس لئے کہ یہ ایک وسیع وادی کی مانند ہے جس میں ہر طرف سے داخل ہوا جا سکتا ہے اور نتیجہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ مشکل ہے اس لئے کہ ہر قدم پر شیطان ہیں جو انسان کے اندر وسوسہ پیدا کرتے ہیں، لہٰذا مزاحمت کرنا چاہئے۔

اخلاقی سلامتی

سلامتی اور امن و امان صرف یہ نہیں ہے کہ کوئی کسی کا بیگ نہ چرائے، یا کسی کی دکان میں ڈاکہ نہ ڈالے یا کسی کے گھر میں چوری نہ کرے۔ ان چیزوں کے علاوہ، اخلاقی سلامتی بھی اہم ہے جس کی لوگوں کو ضرورت ہے۔ اخلاقی بدامنی یہ ہے کہ لوگ معاشرے میں، سڑک اور گلی کوچوں میں اپنے اعتقادات، دین اور ایمان کے مطابق آسودہ خاطر ہوکر، بغیر کسی تشویش کے عمل نہ کرسکیں اور ایسے مناظر کا سامنا کریں کہ جن سے ان کے دینی جذبات مجروح ہوں۔ لوگ چاہتے ہیں کہ جب ان کے نوجوان گھر سے باہر نکلیں اور واپس آئیں اور معاشرے کے ماحول سے دوچار ہوں تو ان کے اذہان پر برے اور ناپسندیدہ اخلاقی اثرات مرتب نہ ہوں۔

اخلاق اور انسان

اسلام نواز انسان کی بنیادی پہچان

اسلامی انسان وہ انسان نہیں ہے جو صرف اسلامی اعتقاد رکھے اور اسلامی عمل کرے، بلکہ اسلامی اخلاق بھی ایک بنیادی پہچان ہے ورنہ اگر انسان محکم اسلامی عقیدہ رکھتا ہو اور نماز، روزے کا پابند بھی ہو لیکن حاسد ہو، بخیل ہو، بزدل ہو، لوگوں کا برا چاہنے والا ہو، بے حوصلہ اور بے ارادہ ہو تو یہ انسان مسلمان انسان نہیں ہے۔ مسلمان انسان کو تربیت، علم اور عمل، تینوں پہلوؤں سے اسلام پر کاربند ہونا چاہیئے۔

انسان کی بدنصیبی کی جڑ

انسان کی بدنصیبیوں اور پریشانیوں کی جڑ تلاش کریں تو وہ انسانوں کی نفسانی برائیوں میں پیوست ملے گی۔ کمزوری اور پریشانی یا اختلافات کی وجہ سے ہوتی ہے یا دنیا پرستی اور حرص وطمع کی وجہ سے ہوتی ہے یا انسانوں کے ایک دوسرے سے بد دل ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے یا خوف، کمزوری کے اظہار اور موت کے ڈر کی وجہ سے ہوتی ہے یا نفسانی خواہشات، شہوت پرستی اور عیاشی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ یہ انسانی معاشروں کی مصیبتوں کی اصل وجوہات ہیں۔

اقوام اور تہذیبوں کے زوال کا بنیادی سبب

تہذیبوں کا زوال گمراہی کا نتیجہ ہے۔ تہذیبیں اپنے عروج پر پہنچنے کے بعد کمزوریوں، خلاؤں اور گمراہیوں کی وجہ سے زوال پذیر ہوتی ہیں۔ ہم اس کی علامتیں آج مغربی تہذیب میں دیکھ رہے ہیں، تمدن اخلاق سے عاری، مادیت معنویت اور دین سے خالی اور طاقت عدل و انصاف سے بے بہرہ ہے۔

اقوام کا زوال یک بیک نہیں ہوتا بلکہ یہ ایک تدریجی عمل ہے۔ اس تدریجی عمل کو آج امریکا اور یورپ میں مغربی مفکرین کی تیز بیں نگاہیں دیکھ رہی ہیں۔ ان معاشروں میں نوجوانوں کو، بے راہ روی، بے حیائی، زیادتی او جرم و جارحیت کی تربیت دی جا رہی ہے اور نوجوان نسل اخلاقی برائیوں میں غرق ہے۔ ایسی نوجوان نسل، ہر معاشرے میں چاہے اس کے پاس کتنا ہی علم و دانش اور دولت و ثروت کیوں نہ ہو، دیمک کی طرح معاشرے اور نظام کے ستونوں کو اندر سے کھوکھلا کر دیتی ہے۔

معاشرے کے اصلی اقدار

معاشروں کا حقیقی تشخص ان کا اخلاقی تشخص ہے۔ یعنی درحقیقت کسی بھی معاشرے کی اصل بنیاد اس کی اخلاقی راہ و روش ہے اور بقیہ تمام چیزیں اسی پر استوار ہوتی ہیں۔

اگر معاشرے میں اخلاق ہوگا تو سماجی انصاف بھی فراہم ہوگا، معاشرے میں ترقی آئے گی اور معاشرہ لوگوں کے لئے، اسی دنیا میں بہشت بن جائے گا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں بنی آدم پر جو مصیبتیں بھی نازل ہوتی ہیں، اس کی جڑ برا اخلاق اور لوگوں کے اخلاق کی برائی ہوتی ہے۔ سماجی انصاف بہت حد تک اخلاق سے وابستہ ہے۔ البتہ اس کا بڑا حصہ

معاشرے کے قوانین اور اصول وضوابط سے تعلق رکھتا ہے لیکن قوانین اور اصول وضوابط، اس وقت تک کارگر نہیں ہو سکتے جب تک افراد معاشرہ خدائی اور اسلامی اخلاق کے مالک نہ ہوں۔ آج بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کی آمدنی بہت زیادہ ہے، کیا ساری آمدنی انہیں اپنے ہی اوپر خرچ کرنی چاہئے؟ یہ مادی اخلاق ہے، یہ شیطانی طرز عمل ہے۔ بلکہ یہ کہنا بہتر ہوگا کہ یہ حیوانی طریقہ ہے۔ جانور کے پاس جو کچھ ہوتا ہے، سب صرف اس کا ہوتا ہے۔ انسانی اخلاق بالخصوص اعلی اسلامی اخلاق اس کی اجازت نہیں دیتا۔ انسان کے پاس جو کچھ ہے، وہ اس کی اپنی لازمی ضرورتیں پوری ہونے اوراس کی (جائز) خواہشات کی تکمیل کے بعد، ان لوگوں پر خرچ ہونا چاہئے جو اس معاشرے میں رہتے ہیں۔

اسلامی معاشرے اور جاہلیت کے معاشرے کی سرحد

ایک معاشرہ ایسا ہے کہ جس میں رہنے والے انسانوں کے اخلاقیات صحیح ہیں۔ افراد معاشرہ عفو و درگذر کرنے والے، صاحب فکر، عاقل، نیکیاں اور احسان کرنے والے، ایک دوسرے کی مدد کرنے والے، مشکلات میں صبر کرنے والے، مصیبتوں میں تحمل سے کام لینے والے، خوش اخلاق، ایک دوسرے کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والے اور جہاں ایثار و فداکاری کی ضرورت ہو وہاں ایثار و فداکاری کرنے والے ہیں۔ اس کے بالعکس بھی ہوسکتا ہے۔ یعنی ممکن ہے کہ (افراد معاشرہ) ایسے ہوں جن کے باہمی روابط رحمدلی، مروت، انصاف اور خوش اخلاقی کے بجائے، مفاد پرستی پر استوار ہوں، ایک دوسرے کو صرف اس وقت تک قبول اور برداشت کریں جب تک ان کے مفادات کے مطابق ہو اور اگر مفاد کے مطابق نہ ہوتو ایک دوسرے کو ختم کر دینے کے لئے تیار ہو جائیں۔ معاشرے کی ایک قسم یہ بھی ہے۔ یہ معاشرہ جاہلیت کا معاشرہ ہوگا۔ اس میں اور اس معاشرے میں جہاں اخلاقی اصولوں کی

حکمرانی ہے، جس کو اسلامی معاشرہ کہا جاتا ہے، فرق ہے۔ بعثت حضرت رسول اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اہم خصوصیت آپ کا اخلاقی خوبیوں کی دعوت دینا ہے۔ بنابریں کہا جا سکتا ہے کہ اسلام اور جاہلیت کا ایک فرق اور سرحد اخلاق کا مسئلہ ہے۔

زمین پر بہشت

اسلام چاہتا ہے کہ انسان ایک دوسرے کے تئیں مہربان ہوں، ایک دوسرے کے حالات اور مستقبل سے پوری دلچسپی رکھیں، ایک دوسرے کے ہمدرد ہوں، ایک دوسرے کی بھلائی چاہیں، ایک دوسرے کی غلطیوں اور تکالیف سے متاثر ہوں، ایک دوسرے کے لئے دعا کریں اور ایک دوسرے کے ساتھ مہربانی سے پیش آئیں۔ "وتواصوا بالمرحمۃ" یہ دوستی، محبت کا رشتہ، یہ بھائیوں میں محبت ومہربانی، خیر خواہی، خیر اندیشی، یہ سب بہت اچھی اور ممتاز صفات ہیں۔ اپنے اندر ان صفات کی تقویت کرنی چاہئے۔ انسان کے لئے سب سے بری صفت یہ ہے کہ انسان خود کو اپنے مادی مفادات کو بنیاد قرار دے اور اپنی ذات کی تسکین اور ذاتی خواہش کی تکمیل پر بے شمار انسانوں کو موت کے خطرے سے دوچار کرنے اور مصیبتوں میں مبتلا کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔

جس معاشرے میں حسد، بخل، تنگدلی، جرم، لالچ، بدخواہی، سازش اور ایک دوسرے کی نسبت بددلی نہ ہو وہ معاشرہ درحقیقت روئے زمین پر ایک بہشت ہے؛

بہشت آنجاست کآزاری نباشد

بہشت وہاں ہے جہاں کوئی آزار و رنج نہ ہو

تزکیہ ہو تو اسلامی معاشرے کی فضا، بہشت ہے۔

اخلاق اور دولت کا رشتہ

کچھ لوگ سادہ لوحی سے کام لیتے ہوئے دنیا کے بعض دولتمند ملکوں کو دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کے پاس دولت ہے لیکن دین اور اخلاق نہیں ہے، ہمیں بھی اسی راستے پر چلنا چاہئے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ان کی دولتمندی دین اور اخلاق سے عاری ہونے کی وجہ سے ہے۔

یہ غلط ہے۔

ہر صاحب دولت و ثروت ملک، کچھ خاص عوامل کی وجہ سے دولتمند ہوا ہے۔

جہاں بھی محنت، سعی و کوشش اور تدبیر سے کام لیا جائے گا، وہاں اس کا نتیجہ حاصل ہوگا۔ یہ قانون الٰہی ہے۔حتی جو لوگ بغیر معنویت کے صرف مادیات کے لئے کوشش کرتے ہیں، اگر صحیح تدبیر اور طریقے سے کام لیتے ہوئے کوشش اور محنت و مشقت کریں تو اس کو حاصل کرلیں گے۔

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۭ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ۝۲۰ [1]

(اے رسولؐ) اِن کو اور اُن کو (غرض سب کو) ہم ہی تمہارے پروردگار کی (اپنی) بخشش سے مدد دیتے ہیں۔ اور تمہارے پروردگار کی بخشش تو (عام ہے) کسی پر بند نہیں۔

یہ قرآن کا بیان ہے۔صرف مادیات کے لئے محنت اور کوشش کی جائے تو دولت و طاقت حاصل ہوتی ہے، لیکن سعادت نصیب نہیں ہوتی۔

---

[1] سورۂ بنی اسرائیل: ۲۰

اخلاق اور انتظامی سسٹم

جہاں تک ہو سکے، اپنے مینجمنٹ کو زیادہ سے زیادہ اسلامی بنائیں۔ اسلامی انتظامی توانائی کے ساتھ انسانی اخلاق۔" فاذا عزمت فتوکل علی اللہ" (جب عزم کرلیں تو پھر خدا پر بھروسہ کرکے شروع کریں) خداوند عالم اپنے پیغمبر سے فرماتا ہے کہ" عوام کا خیال رکھئے" جنگ احد کے بعد کی بات ہے، انہوں نے شکست کھائی ہے، دکھی ہیں۔" ان سے مشورہ کیجئے، ان سے خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آیئے؛ لیکن" فاذا عزمت فتوکل علی اللہ" جب عزم کرلیا تو خدا پر توکل کریں اور آگے بڑھیں۔ انتظامی مہارت یہ ہے: خوش اخلاقی ہو لیکن اسی کے ساتھ، استحکام، انتظامی اقتدار اور ہر حال میں خدا پر توکل، پرودگار عالم سے نیکی طلب کرنا اور اس پر اعتماد اور توکل کرنا۔

علم کے ساتھ اخلاق ضروری ہے

طالب علم کے لئے ایک فطری پارسائی ضروری ہے۔ طالب علم جتنا پارسائی سے نزدیک ہوگا، علم سے اتنا ہی مانوس اور ہم آہنگ ہوگا اور علم کو اتنا ہی زیادہ پسند کرے گا، اتنا ہی زیادہ علم حاصل کرے گا، اتنی زیادہ علم کی قدر کرے گا اور علم کو اتنی ہی زیادہ اہمیت دے گا۔ علم کو اخلاق کے ساتھ اور صنعتی، سائنسی اور مادی ترقی کو اخلاقی رشد کے ساتھ ہونا چاہئے۔ خدا پر توجہ اخلاقی رشد کا بنیادی عامل شمار ہوتی ہے۔

فرض کریں کوئی معاشرہ ایسا ہے جس میں معنویت اور اخلاق ہے لیکن علم نہیں ہے تو یہی بے علمی اس کو تباہی کے دہانے پر لے جائے گی۔ اس لئے کہ دشمن آئے گا اور اپنے علم کے ماحصل کو، جس کی اس معاشرے کو ضرورت ہوگی، حتی معنویات کی قیمت پر اس معاشرے

پر مسلط کرے گا اور اس کے ہاتھ فروخت کرے گا۔ یہ معاشرہ ایک دن، دو دن، کچھ عرصے تک صبر کرے گا، علم کے ماحصل کو اپنے ملک میں نہیں لائے گا لیکن سرانجام اسے درآمد کرنے پر مجبور ہوجائے گا۔ یہ حالت اس وقت وجود میں آئے گی جب بنیاد تباہ و برباد ہوچکی ہو۔ اگر ملک میں، معاشرے میں اچھی یونیورسٹی ہو، لیکن معنویت اور اچھا اخلاق نہ ہو تو حالت کیا ہوگی؟ اس کی حالت اس سے بھی بدتر ہوگی۔ اس لئے کہ اس صورت میں ملک میں علم ترقی کرے گا لیکن انسانی اقدار واہداف کے برعکس سمت میں جائے گا۔ یہ علم ظلم، استعمار، امتیاز، بے عفتی، حتی قومی اصول واقدار سے خیانت کا وسیلہ بن جائے گا۔

علم سے اخلاق کی جدائی

آج مغربی دنیا اور مغربی تمدن علم و دانش کی غیر معمولی پیشرفت کے باوجود جو بشریت کو نجات دلانے پر قادر نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مزاج بشریت کے لئے سازگار نہیں ہے۔ جہاں بھی علم ہو لیکن ضمیر، معنویت اور انسانی احساسات وجذبات نہ ہوں، وہاں علم و دانش سے بشریت کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ علم، معنویت اور اخلاق کے بغیر ایٹم بم میں تبدیل ہوجاتا ہے اور بے گناہوں پر گرتا ہے، اسلحہ بن جاتا ہے اور لبنان، فلسطین اور دنیا کے دیگر علاقوں میں بے گناہوں کو ہدف بناتا ہے، مہلک کیمیائی مادہ بن جاتا ہے اور حلبچہ نیز دنیا کے دیگر علاقوں میں عورتوں، مردوں، بچوں اور بوڑھوں کا بہیمانہ انداز سے قتل عام کرتا ہے۔ یہ چیزیں کہاں سے آئیں؟ یہ مہلک مواد، علم و دانش کے انہی مراکز سے اور انہی یورپی ملکوں سے آئے۔ انہی ملکوں نے یہ مواد تیار کیا اور اس حکومت کو دیا جس کو انتہائی بنیادی اصولوں کا بھی کوئی پاس ولحاظ نہیں تھا۔ اسلحے اور انواع واقسام کی سائنسی مصنوعات آج نوع انسان کو سعادت وخوش نصیبی عطا نہیں کرسکیں اور نہ ہی کرسکتی ہیں۔ یہ سائنسی مصنوعات افراد بشر،

عورتوں، مردوں اور بچوں کو زندگی کی لذتوں سے آشنا نہیں کرسکتیں، اس لئے کہ ان کے ہمراہ اخلاق ومعنویت نہیں ہے۔

معالج کا اخلاق

ایک ڈاکٹر اور طبیب کو دو زاویوں سے اخلاق کے مسئلے کو زیادہ اہمیت دینی چاہئے۔ ایک لینے کے زاویئے سے اور دوسرے واپس دینے کے زاویئے سے۔جس مرحلے میں وہ علم حاصل کرتا ہے، وہاں بھی اسلامی اخلاقیات ہیں۔ یعنی تعلیم و تربیت میں اسلامی اخلاق؛ طریقۂ تعلیم، تعلیم کا موضوع، کس سے تعلیم لی جائے، کس لئے تعلیم حاصل کی جائے، یہ سب تعلیم کے مختلف مراحل ہیں۔" رحم اللہ امرءعمل عملا فاتقنہ" (یہ اصول) تعلیم میں بھی (نافذ) ہے۔ یعنی اچھی تعلیم حاصل کرنا، ہمیشہ بہترین چیزیں حاصل کرنا اور بہترین چیزیں رکھنا، اخلاقیات کا جز ہے۔

اس کے بعد جو سیکھا ہے اس کو کام میں لانے کا مرحلہ ہے۔ یہ بیماروں اور یونیورسٹی میں طلبا سے دوچار ہونے کا مرحلہ ہے۔ یہ دوسرا مرحلہ ہے۔ یہاں بھی اخلاقیات کا عمل دخل ہے۔ بقراط کی وصیت میں بہت ہی اہم نکات پائے جاتے ہیں جن کا تعلق بیماروں کے ساتھ ہی سلوک اور اس بات سے ہے کہ بیماری کیسے دور کی جائے اور یہ اس میدان میں اخلاق کے دو پہلوؤں میں سے ایک ہے۔

اخلاق سے سیاست کی جدائی کا خطرہ

دنیا میں یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ سماج میں وہ لوگ ابھر کے سامنے آتے ہیں جو

خاص انفرادی اخلاق کے مالک ہوں۔تکبر کرنا، آرام وآسائش کی زندگی گزارنا،فضول خرچی، فیشن پرستی،خود پسندی وخودسری وغیرہ ایسی چیزیں ہیں کہ جن کے بارے میں لوگوں نےتسلیم کرلیا ہے کہ جولوگ حکومت میں ہوں ان کی یہ خصوصیات ہوتی ہیں۔حتی انقلابی ملکوں میں، وہ انقلابی حضرات، جوکل تک خیموں میں زندگی گزارتے تھے، ویرانوں اور قبرستانوں میں روپوش رہتے تھے،حکومت ملتے ہی ان کی زندگی کی حالت بدل جاتی ہے، ان کی حکومت کا طریقہ بدل جاتا ہے اور وہ بھی وہی طریقہ اپنا لیتے ہیں جو دنیا کے دیگر حکام اور سلاطین کا ہوتا ہے۔

امام خمینی (رحمۃ اللہ علیہ) نے اس غلط فکرکو بدل دیا اور دکھا دیا کہ قوم اور مسلمین عالم کا مقبول ترین رہبر کیسی زاہدانہ زندگی گزارتا ہے، ملاقات کے لئے آنے والوں سے محلوں کے بجائے حسینیہ میں ملتا ہے اور لباس اور زبان کی سادگی کے ساتھ ہی عوام کے سلسلے میں انبیاء کے طرز عمل کا نمونہ پیش کرتا ہے۔

سیاست کو دوخطرات لاحق ہوتے ہیں: ایک یہ ہے کہ سیاست اخلاق سے دور اور معنویت وفضیلت سے عاری ہوسکتی ہے۔یعنی شیاطین، سیاست پر غلبہ حاصل کر سکتے ہیں اور سیاست معاشروں کے تسلط پسندوں اور دولت پرستوں کے مفاد کے تحفظ کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ اگر سیاست اس مصیبت میں مبتلا ہوگئی تو انسانی معشروں کے تمام شعبے عیوب اور مشکلات میں مبتلا ہو جائیں گے اور پھر کوتاہ نظر، بچکانہ خصلت کے مالک اور ضعیف النفس افراد سیاست کو اپنے ہاتھ میں لے لیں گے اور سیاست کی قیادت قوی اور باصلاحیت ہاتھوں سے نکل کے نالائق لوگوں کے پاس چلی جائے گی۔

اخلاق اور فن

اخلاق اور فن کی یگانگت

جو انسان قابل احترام اور باشرف ہو اس کا دل، ذہن اور فکر بھی باشرف اور قابل احترام ہوگی۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ سامنے والے کو صرف اس بنا پر کہ وہ بیٹھا فنکار کی باتیں سن رہا ہے، سب کچھ دے دیا جائے بلکہ یہ دیکھنا ضروری ہے کہ فنکار اس کو کیا دینا چاہتا ہے۔ بات اخلاق اور فضیلت کی ہو رہی ہے۔ میں نے، میرا خیال ہے کہ، رومین رولینڈ (معروف فرانسیسی مصنف، جس کا اصل نام ایل سن جسٹ تھا26 / 1 / 1866 – 30 / 12 / 1944) کے حوالے سے پڑھا ہے کہ اس نے کہا تھا کہ کسی بھی فنی کام میں ایک فیصد فنکاری، ننانوے فیصد اخلاق ہونا چاہئے۔ یا احتیاط سے کام لیتے ہوئے اس طرح کہیں کہ: دس فیصد فنکاری اور نوے فیصد اخلاق ہونا چاہئے۔ مجھے ایسا لگتا کہ یہ بات عین حقیقت نہیں ہے۔ اگر مجھ سے پوچھیں تو میں کہوں گا کہ سو فیصدی فنکاری اور سو فیصدی اخلاق ہونا چاہئے۔ ان میں آپس میں کوئی منافات نہیں ہے۔ کام کو سو فیصدی فنکارانہ خلاقیت کے ساتھ انجام دینا چاہئے جس میں سو فیصدی اعلی اور بافضیلت باتیں پیش کی جائیں۔ آرٹ اور فن کے شعبے میں بعض ہمدرد لوگوں کے لئے جو چیز باعث تشویش ہے، یہ ہے کہ فنکار تخیل اور آرٹ کی آزادی کے نام پر فضیلتوں کو فنا اور اخلاقیات کی بے حرمتی نہ کر دے، یہ بہت اہم ہے۔

اخلاقی مشکلات

اخلاق سے عاری آزادی

مغربی ڈیموکریسی کا فلسفہ اور بنیاد لبرلزم ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ انسان آزاد ہے اوراس آزادی کا تقاضا ہے کہ آمریت نہ رہے، جمہوریت رہے۔ اب یہ آزادی جولبرلزم سے ماخوذ ہے، آزادی مطلق ہے۔ یعنی اگرعوام فیصلہ کرلیں کہ اس چیز کوقبول کریں جوسو فیصد ان کے نقصان میں ہے (تو وہ یہ کام کر سکتے ہیں) فرض کریں کہ برطانیہ کے عوام، جس طرح انہوں نے اپنی پارلیمنٹ میں ہم جنس بازی کو قانونی حیثیت دے دی ہے، اسی طرح، یہ فیصلہ کریں کہ ہیروئن کا استعمال اور محارم (ماں، باپ، بھائی بہن اور بیٹی بیٹے وغیرہ) سے شادی کی بھی اجازت ہونا چاہیئے تو؟ اب ان کے پاس اس کوقبول نہ کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے۔ ہم جنس بازی اور محارم کی شادی دونوں میں فرق کیا ہے؟ اس کا کوئی معقول جواب نہیں ہے۔ آج اگر امریکی کانگرس یا برطانوی پارلیمنٹ محارم کی شادی کومنظوری دینے کا فیصلہ کریں تو اب مردانہ غیرت وغیرہ کی بات کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ یعنی اس آزادی کی حدود پر کوئی منطق حکمفر ما نہیں ہے۔ اگر وہ یہ کہیں کہ اس حد کے بعد آزادی، اخلاق کے خلاف ہے تو ہم یہ کہیں گے کہ کون سا اخلاق؟ کوئی اخلاق بچا ہی نہیں ہے۔ سب آزاد ہیں۔ اس لئے کہ لبرلزم کا مطلب آزادی ہے اوراس آزادی کی کوئی حد بندی نہیں کی جا سکتی الا یہ کہ آزادی، آزادی

کے خلاف اور سماجی آزادی کی بنیاد کے خلاف ہو۔ ان کی ریڈ لائن صرف یہ ہے۔ مغربی ڈیموکریسی لبرلزم کے فلسفے اور منطق سے، درحقیقت اپنے کھوکھلے پن کو ثابت کرتی ہے۔ اس صورت میں معاشرے کی تمام اخلاقی قدریں ختم ہو جائیں گی۔ وہ اس کا اعتراف کرنے پر تیار نہیں ہیں لیکن اس کا یقینی نتیجہ یہی ہے۔

اخلاق سے دوری

مغرب والوں نے اخلاق کی بنیادیں بھی خود ہی ختم کی ہیں۔ پچاس ساٹھ سال پہلے سے ہی انہوں نے اخلاقیات کی بنیادوں کو گرانا شروع کر دیا۔ یعنی انفرادی آزادی اور اس میں لامحدود توسیع کہ ہر شخص جو چاہے انجام دے، جتنی لذت (جس طرح سے بھی) حاصل کرنا چاہے حاصل کرے، اس بات نے معاشرے کو ثقافتی لحاظ سے اندر سے تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ثقافت اور شخصیت کے لحاظ سے سخت بحران کا شکار ہے۔

امریکی معاشرہ، زیادہ دولت، زندگی کے وسائل کی فراوانی اور سائنسی ترقی کے باوجود معنوی فقر اور وحشتناک اخلاقی تہی دستی کا شکار ہے کہ ایسے جرائم اور المیے وہاں تسلسل سے رونما ہو رہے ہیں۔ یہ معنویت اور دینداری سے دوری کا نتیجہ ہے۔ کیسے ممکن ہے کہ کوئی ماں وقتی لذت اور حقیر خواہش کی تکمیل کے لئے اپنے بچوں کو قتل کر دے؟

اگر انفرادی لذت کا حصول اس بات کا باعث ہو سکتا ہے کہ انسان آزادی کے ساتھ اس کام کو انجام دے تو پھر منشیات کے استعمال پر اتنی پابندی اور دباؤ کیوں ہے؟ کوئی شخص ایسا ہے جس کا جی چاہتا ہے کہ منشیات استعمال کرے، اس کی اس خواہش کی تکمیل میں رکاوٹ کیوں بنتے ہو؟ اس کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ جب کسی معاشرے میں

اخلاقی بنیادیں گر جائیں تو اس کو کوئی بھی چیز نہیں بچا سکتی۔ آج ان کی یہی حالت ہے۔

اخلاقی برائیاں

یہ جو بعض لوگ دنیوی زندگی کے لالچ میں پڑ کر روح کے لئے تکلیف دہ زندگی گزارتے ہیں اور اخلاقی برائیوں، ناپسندیدہ صفات، حرص وطمع اور بخل کے شکار ہو جاتے ہیں، یہ کائنات کے بارے میں خدائی، معنوی اور توحیدی نظرئے سے جو لوگوں کو اتحاد و یک جہتی اور پرامن بقائے باہمی کی دعوت دیتا ہے، دوری کا نتیجہ ہے۔ ایک ساتھ رہنا اور اتحاد انسان کے اندر انفرادی طور پر بھی پسندیدہ اور شیریں ہے اور معاشرے اور دنیا کی سطح پر بھی ایسا ہی ہے۔

اقوام، حکام، بڑوں اور چھوٹوں کی یہی برائیاں ہیں جو ان کے دل کے اندر خود پسندی، خود پرستی اور فرعونیت کا جذبہ پیدا کرتی ہیں۔ بعض اوقات انسان اپنے جسمانی قالب سے باہر، یعنی اپنے ظاہر میں فرعونیت کی کوئی علامت نہیں رکھتا لیکن باطن میں، دل کے اندر، فرعون ہوتا ہے۔ خود پسندی، خود پرستی، اپنے آپ کو محور قرار دینا، اپنی ذات کو بڑا بنا کر پیش کرنا، اپنی خواہشات، اپنے میلانات، اپنی شہوات اور اپنے مفادات کو بہت اہم سمجھنا، یہ باتیں، زندگی کی اکثر برائیوں کی جڑ ہیں؛ لہٰذا تزکیہ نفس، نفس کی پاکیزگی کا راستہ اختیار کرنا چاہئے۔

خاندان میں اخلاقیات کا شیرازہ بکھرنے کے عواقب

جہاں بھی شہوت پرستی، اخلاقی برائیوں اور بے راہ روی کا راستہ کھلا، وہاں خاندان

کا شیرازہ بکھر جاتا ہے اور پھر وہی ہوتا ہے جس کا آج مغربی ملکوں میں مشاہدہ کیا جا رہا ہے۔ خاص طور پر ان جگہوں پر جہاں بے راہ روی زیادہ ہے، وہاں یہ چیز زیادہ واضح ہے۔ ان جگہوں پر خاندان کا تصور اپنی حقیقت کھو چکا ہے۔ اگر کبھی میاں بیوی کچھ دیر کہیں بیٹھنا چاہیں تو مثال کے طور پر ایک وقت معین کریں جب سب گھر والے جمع ہوں اور کچھ دیر افراد خاندان کے ساتھ بیٹھ کر چائے پی لیں، یعنی پر خلوص اور محبت آمیز گھر کی فضا کا کوئی وجود نہیں رہا۔ لہٰذا پہلا مسئلہ یہ ہے کہ ایک دوسرے سے محبت کریں اور ایک دوسرے کا اعتماد حاصل کریں۔

خدا سے اپنے اصلاح کی توفیق طلب کریں

البتہ خدا سے بھی مدد حاصل کریں ہم ضعیف اور کمزور ہیں ہم جلدی سے اپنے احساسات پر کنٹرول نہیں کر پاتے لغزشوں سے خدا کی پناہ حاصل کرو اس سے اپنی اصلاح کے لیے توفیق طلب کرو، میں معتقد ہوں کہ خدا کا لطف و کرم اس انقلاب پر گزشتہ کی طرح آج بھی ہے اگر اللہ کی مدد اور اسکا فضل نہ ہوتا ان مختلف میدانوں میں ہم کبھی بھی ترقی نہیں کر سکتے۔ آج جو الحمد للہ ملک کے اندر اور باہر انقلاب کی حیثیت محفوظ ہے اور اس کے دشمن مایوس ہیں یقیناً خدا کا لطف و کرم ہمارے شامل حال ہے۔

بغیر دعا، توجہ اور توسل کے خدا کی طرف نہیں بڑھا جا سکتا

خداوند متعال یقیناً ان بندوں کی جو اس کے راستے پر چلتے ہیں اور اخلاص کے ساتھ قدم بڑھاتے ہیں حمایت اور نصرت کرتا ہے۔ مجھے اس سلسلے میں ذرہ برابر بھی شک نہیں

ہے۔ البتہ خداوند عالم سے تضرع اور توسل کو فراموش نہیں کرنا چاہیے۔

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا۝ [1]

(اے رسولؐ) تم کہہ دو کہ اگر تم دعا نہیں کرتے تو میرا پروردگار بھی تمہاری کچھ پرواہ نہیں کرتا تم نے تو (اس کے رسولؐ کو) جھٹلایا تو عنقریب ہی (اس کا وبال) تمہارے سر پڑے گا۔

بغیر دعا، توجہ اور توسل کے خدا کی طرف نہیں بڑھا جا سکتا۔ اور میں عقیدہ رکھتا ہوں کہ امام (ع) کی کامیابی کی بھی ایک وجہ یہی تضرع اور خدا کی طرف توجہ تھی۔

انسان کی آیڈیالوجی کی تاثیر اس کی شخصیت کے بننے میں

ہر انسان کی شخصیت، ان عوامل وعناصر کے علاوہ جو اس کی ظاہری شکل وصورت کو تشکیل دیتے ہیں کچھ ایسے عوامل کی محتاج ہے جو اس کو بنانے میں بنیادی رول ادا کرتے ہیں۔ جیسے افکار، آیڈیالوجی اور نظریات۔ تمام افکار ونظریات امام (رہ) جیسے انسان کو تربیت نہیں کر سکتے جو شخص خدا، قیامت، پروردگار عالم کے حاضر و ناظر ہونے اور موت کے بعد کی زندگی پر ایمان رکھتا ہے اس دنیا میں ایک ڈھنگ سے عمل کرتا ہے اور جو شخص ان نظریات اور افکار سے بے بہرہ اور عاری ہوتا ہے دوسرے طور وطریقے سے زندگی بسر کرتا ہے۔ ہر انسان کی آیڈیالوجی اس کی شخصیت سازی میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔

ان عناصر اور عوامل میں سے جو شخصیت ساز ہوتے ہیں ایک ہدف اور اس کے دائرہ کا تعین ہے عمل اور حرکت کا راستہ اس کے دائرہ مقصد سے وابستہ ہوتا ہے۔ بڑے

---

[1] سورۂ فرقان: ۷۷

بڑے مقاصد خودبخود بڑی شخصیتوں کو وجود دیتے ہیں۔ اہداف،افکار اور انسانی آیڈیالوجی زندگی کے بارے میں سماج کے بارے میں، مستقبل کے بارے میں اور انسانی ذمہ داریوں کے بارے میں انسانی شخصیتوں کو بنانے والے عناصر ہیں۔

اپنی صلاحیتوں سے استفادہ کرنے کا طریقہ

انسان اپنے اندر چھپی ہوئی استعدادوں اور صلاحیتوں کے گنجینوں اورخزانوں کا استخراج کر کے اپنے آپ کو اور اپنی دنیا کو جو اس کے لیے پیدا کی گئی ہے خوبصورت بنا سکتا ہے اور اسے سجا سکتا ہے اور علم و ایمان کے دو پروں سے معنوی اور مادی فضاؤں میں پرواز کرسکتا ہے اور ان استعدادوں اور صلاحیتوں کو ضائع کر کے اپنے آپ کو جہنمی بنا سکتا ہے اور اپنی دنیا کو اجاڑ سکتا ہے۔ انسان کی ہدایت کا چراغ خدا پر ایمان اور اس کے امر ونہی کے سامنے تسلیم محض ہونا ہے۔ دنیا آخرت کی کھیتی ہے اور موت زندگی کا خاتمہ نہیں بلکہ ایک نئی اور ابدی دنیا کے لیے دروازہ ہے۔ اسلامی تفکر میں تمام انسان مرد وعورت خدا کے بندے ہیں۔

ماہِ رمضان ماہِ تربیت

ماہ رمضان ایک بار پھر اپنی تمام برکتیں اور معنوی جلوے لے کر آ گیا ہے ماہ رمضان آنے سے پہلے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو اس بابرکت اور باعظمت مہینے میں وارد ہونے کے لئے تیار کرتے تھے۔

قَدْ أَقْبَلَ إِلَيْكُمْ شَهْرُ اللَّهِ بِالْبَرَكَةِ وَ الرَّحْمَةِ وَ الْمَغْفِرَةِ [1]

ایک روایت کے مطابق آپ نے ماہ شعبان کی آخری نماز جمعہ کے خطبہ میں یہی فرماتے ہوئے لوگوں کو ماہ رمضان کی آمد کی طرف متوجہ کیا اگر ہم ایک جملہ میں اس مہینہ کی تعریف کرنا چاہیں تو کہہ دیں کہ یہ ایک "غنیمت موقع" ہے۔ ہمارے اور آپ کے لئے اس مہینہ میں بہت سارے غنیمت مواقع ہیں اگر ہم ان سے پورا پورا فائدہ اٹھانے میں کامیاب ہو جائیں تو آخرت کے لئے ایک عظیم اور گراں قیمت ذخیرہ اکٹھا کر لیں گے اس بات کی میں تھوڑی وضاحت کرنا چاہوں گا یہ پہلا خطبہ ماہ رمضان اور اس بے نظیر موقع سے ہی متعلق ہوگا۔

خدا کی مہمانی

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جس خطبہ کا میں نے تذکرہ کیا ہے اس میں آگے چل کر آپ

---

[1] الأمالی (للصدوق) / النص / 93 / المجلس العشرون

فرماتے ہیں:

شَهْرٌ دُعِيتُمْ فِيهِ إِلَى ضِيَافَةِ اللهِ [1]

اس مہینہ میں تمہیں خدا کی طرف سے مہمانی میں بلایا گیا ہے یہی جملہ اپنی جگہ قابل غور ہے خدا کی طرف سے دعوت ہے، مجبور نہیں کیا گیا ہے کہ دعوت میں سب کو آنا ہے۔ فریضہ قرار دیا ہے لیکن دعوت میں جانا یا نہ جانا ہمارے اپنے اختیار میں ہے کچھ ایسے بھی ہیں جنہیں دعوت نامہ بھی پڑھنے کا موقع نہیں ملتا اس قدر غافل ہیں، اتنا مادی اور دنیاوی معاملات میں غرق ہیں کہ انہیں پتہ ہی نہیں چلتا کہ کب ماہ رمضان آیا اور کب چلا گیا ایسے ہی جیسے کسی شخص کو کسی بڑی بابرکت دعوت میں بلایا جائے لیکن وہ کارڈ تک کھولنے کی زحمت گوارا نہ کرے یہ تو بالکل ہی خالی ہاتھ رہ جائیں گے کچھ ایسے لوگ ہیں جنہیں اتنا تو پتہ چل جاتا ہے کہ انہیں دعوت میں بلایا گیا ہے لیکن وہ شرکت نہیں کرتے۔

خدا کا لطف جن کے شامل حال نہیں ہے، جنہیں اس نے توفیق نہیں دی ہے یا یہ کہ خود ہی معذور ہیں وہ روزہ نہیں رکھ پاتے یا یہ کہ قرآن کی تلاوت اور ماہ رمضان کی دعاؤں سے محروم رہ جاتے ہیں یہ وہی لوگ ہیں جو دعوت میں جاتے ہی نہیں جب جاتے ہیں نہیں تو ان کا جو ہونا ہے وہ واضح ہے لیکن مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد اور ہم جیسے لوگ اس دعوت میں شریک ہوتے ہیں لیکن ہم سب یہاں ایک سا فائدہ نہیں اٹھاتے کچھ اس دعوت میں سب سے زیادہ فوائد حاصل کر لیتے ہیں۔

ایک ریاضت

اس دعوت میں جو ریاضت ہے روزہ رکھنا اور بھوکا رہنا شاید یہ اس خدائی دعوت کا

---

[1] الأمالی (للصدوق) / النص / 93 / المجلس العشرون

سب سے بڑا فائدہ ہے روزہ میں انسان کے لئے معنوی برکتیں اتنی زیادہ ہیں اور دل میں اتنی نورانیت پیدا کرتی ہیں شاید یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اس ماہ مبارک کا سب سے بڑا فائدہ روزہ ہی ہے۔ جولوگ روزہ رکھتے ہیں وہ دعوت میں حاضر ہوگئے ہیں اور یہاں انہیں کچھ نہ کچھ مل ہی جائے گا اس ماہ مبارک کی معنوی ریاضت یعنی روزہ رکھنے کے علاوہ کچھ لوگ بہترین انداز میں قرآن بھی سیکھتے ہیں قرآن کی تلاوت غور فکر کے ساتھ کرتے ہیں روزہ کی حالت میں یا روزہ سے پیدا ہوئی نورانی حالت میں رات، آدھی رات میں قرآن کی تلاوت کرنا، قرآن سے انس پیدا کرنا اور خدا کا مخاطب قرار پانا کچھ اور ہی معنوی لذت دیتا ہے اس حال میں قرآن کی تلاوت کرنے سے انسان کو جو کچھ حاصل ہوتا ہے وہ عام حالات میں تلاوت کرنے سے نہیں ملتا کچھ لوگ یہ فائدہ بھی اٹھاتے ہیں اس کے علاوہ یہ لوگ خدا سے کلام کرتے ہیں، اس سے مخاطب ہوتے ہیں اس سے راز و نیاز کرتے ہیں، اس سے اپنے دل کی بات کہتے ہیں، اپنے راز کی باتیں اسے بتاتے ہیں یہ لوگ یہ فائدہ بھی اٹھاتے ہیں۔

مطلب یہ کہ یہی دعائیں، دعائے ابوحمزہ ثمالی، دن کی دعائیں، رات کی دعائیں، سحری کی دعائیں یہ سب خدا سے بات ہی کرنا تو ہے اس سے کچھ مانگنا اور دل کو اس کی بارگاہ عزت سے قریب کرنا یہی ہے تو یہ فائدہ بھی یہ لوگ اٹھاتے ہیں اور کل ملا کے ماہ رمضان کے تمام فوائد سے بہرہ مند ہوجاتے ہیں۔

محارم الٰہی سے پرہیز

اس سب سے بڑھ کے بلکہ ایک لحاظ سے ان سب سے افضل چیز گناہوں سے پرہیز ہے یہ لوگ گناہ بھی نہیں کرتے، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے جمعہ کے خطبہ بیان ہونے والی روایت میں مزید آیا ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھتے ہیں

کہ اس مہینہ میں سب سے افضل عمل کون سا ہے آپ جواب دیتے ہیں:

الْوَرَعُ عَنْ مَحَارِمِ اللهِ عَزَّ وَجَل[1]

محرمات الٰہی سے پرہیز تمام اعمال پر مقدم ہے، سب سے افضل عمل قلب وروح کو آلودہ ہونے اورانہیں زنگ لگنے سے بچانا ہے یہ لوگ گناہوں سے بھی پرہیز کرتے ہیں روزہ بھی رکھتے ہیں، تلاوت بھی کرتے ہیں، ذکرودعا بھی پڑھتے ہیں اور گناہوں سے دور بھی رہتے ہیں یہ ساری چیزیں انسان کو اسلام کی مطلوبہ رفتاروکردار سے نزدیک کردیتی ہیں جب یہ سارے اعمال انجام پا جاتے ہیں تو انسان کا دل کینوں سے خالی ہوجاتا ہے اس کے اندرایثاروفداکاری کا جذبہ بیدار ہوجاتا ہے غریبوں اور مسکینوں کی مدد اس کے لئے آسان ہو جاتی ہے مادی امور میں دوسرے کے فائدہ اوراپنے نقصان میں کوئی قربانی دے دینا اس کے لئے آسان ہوجاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ماہ رمضان میں جرائم کم ہوجاتے ہیں نیکیاں بڑھ جاتی ہیں معاشرہ میں آپسی پیار، محبت زیادہ ہوجاتا ہے یہ سب خدا کی اس دعوت کی برکتیں ہیں۔

استغفار

اس طرح سے کچھ لوگ ماہ رمضان سے پورا پورا فائدہ اٹھاتے ہیں لیکن کچھ لوگ ایسانہیں کرپاتے ایک چیز کا فائدہ اٹھاتے ہیں تو دوسری چیز سے اپنے کومحروم کرلیتے ہیں ہرمسلمان کی کوشش ہونی چاہئے کہ وہ اس دعوت الٰہی سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہوکرخدا کی رحمت ومغفرت حاصل کرلے استغفار کے لئے میں تاکید کررہا ہوں خطاؤں سے استغفار، گناہوں سے استغفار، لغزشوں سے استغفار، چھوٹے گناہوں سے استغفار، بڑے گناہوں سے استغفار کیجئے، اس مہینہ میں اپنے دل سے زنگ چھڑانا، اپنے آپ سے آلودگیاں دورکرنا

[1] الأمالی (للصدوق)/النص/95/المجلس العشرون

اور اپنے نفس کو دھوڈالنا بہت ضروری ہے اور یہ استغفار ہی کے ذریعہ ممکن ہوگا۔

بہت سی روایات میں آیا ہے کہ بہترین دعا یا سب سے افضل دعا استغفار ہے استغفار یعنی خدا سے مغفرت چاہنا استغفار سب کے لئے ہے، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسی ذات گرامی بھی استغفار کرتی تھی ہم جیسوں کا استغفار گناہوں کی معافی مانگنا ہے لیکن کچھ لوگوں کا استغفار ان عام گناہوں کی وجہ سے جنہیں سب جانتے ہیں یا انسان کے اندر کی حیوانی خصلتوں کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ ترک اولی کی وجہ سے ہوتا ہے کچھ تو ترک اولی بھی نہیں کرتے پھر بھی استغفار کرتے ہیں یہ استغفار خدا کی ذات مقدس کی عظمت کے مقابلہ میں ممکن الوجود انسان کے فطری نقص کی بنا پر ہوتا ہے خدا کی کامل معرفت نہ ہونے کی وجہ سے استغفار کیا جاتا ہے یہ بزرگان اور اولیاء کا استغفار ہے۔

ہمیں گناہوں سے استغفار کرنا چاہئے استغفار کا فائدہ یہ ہے کہ یہ ہمیں اپنے سلسلہ میں غفلت سے باز رکھتا ہے ہم بعض اوقات اپنے سلسلہ میں غلطی کرتے ہیں لیکن جب استغفار کرنے بیٹھتے ہیں تو گناہ، خطائیں، لغزشیں، جتنی بھی خواہشات نفس کی پیروی کی ہے، جتنا بھی حد سے تجاوز کیا ہے، جتنا اپنے اوپر ظلم کیا ہے، جتنا دوسروں پر ظلم کیا ہے سب ہماری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے ہمیں سب یاد آجاتا ہے کہ ہم نے کیا، کیا ہے لہٰذا غرور، تکبر اور غفلت میں مبتلا ہونے سے ہم بچ جاتے ہیں۔

استغفار کا سب سے پہلا فائدہ یہ ہے اس کے بعد خدا نے وعدہ کیا ہے کہ جو شخص استغفار کرے، یعنی حقیقی معنی میں گناہوں کی بخشش کے لئے خدا سے دعا کرے اور گناہوں پر شرمندہ بھی ہو" لوجدالله توابا رحیماً" خدائے متعال توبہ قبول کرنے والا ہے اس استغفار کا مطلب خدا کی طرف لوٹ آنا اور خطا و گناہ سے منہ موڑ لینا ہے۔ اگر استغفار سچا ہو تو اسے خدا قبول کر لیتا ہے۔

توجہ کے ساتھ استغفار کیجئے اگر آدمی ایسے ہی زبان سے استغفر اللہ استغفر اللہ استغفر اللہ کہتا رہے اور اس کا ذہن ادھر ادھر ہو تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے یہ استغفار نہیں ہے استغفار دعا ہے استغفار کا مطلب مانگنا اور طلب کرنا ہے انسان کو حقیقی معنی میں خدا سے مانگنا چاہئے اور اس سے عفو و مغفرت طلب کرنی چاہئے میں نے یہ گناہ کیا ہے پالنے والے! مجھ پر رحم کر میرے اس گناہ کو معاف کر دے ہر گناہ کا اگر اس طرح استغفار کیا جائے تو یقینا غفران الٰہی حاصل ہو جائے گی خدا نے توبہ و استغفار کا دروازہ کھلا رکھا ہے۔

البتہ دین مقدس اسلام میں دوسروں کے سامنے گناہ کا اقرار کرنا ممنوع ہے بعض دوسرے مذاہب میں ہے کہ عبادتگاہ میں جا کر وہاں روحانی یا مذہبی رہنما کے سامنے بیٹھ کر گناہوں کا اعتراف کیا جائے یہ اسلام میں نہیں ہے اس کی اسلام اجازت نہین دیتا اپنا پردہ فاش کرنا، اپنے راز اور گناہ دوسروں سے کہنا منع ہے اس کا فائدہ بھی کچھ نہیں ہے ان تحریف شدہ خیالی مذاہب میں تو کہا جاتا ہے کہ روحانی رہنما گناہ بخش دیتا ہے ایسا کچھ نہیں ہے گناہوں کو معاف کرنے والا صرف خدا ہے خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی گناہوں کو معاف کرنے کا حق نہیں رکھتے۔قرآن میں ارشاد ہوا ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿٦٤﴾ [1]

(اے رسولؐ) جب ان لوگوں نے (نافرمانی کرکے) اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا اگر تمہارے پاس چلے آتے اور خدا سے معافی مانگتے اور رسولؐ (تم) بھی اُن کی مغفرت چاہتے تو بے شک وہ لوگ خدا کو بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان پاتے۔

---

[1] سورۂ نساء: ٦٤

اگر گناہ اور اپنے اوپر ظلم کرنے کے بعد یہ لوگ تمہارے پاس آ کر کہیں کہ تم پیغمبر ہو پھر خدا سے مغفرت و بخشش طلب کریں اور تم بھی ان کے لئے بخشش طلب کرو تو خدا ان کی توبہ قبول کر لے گا یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے لئے مغفرت مانگتے ہیں خود معاف نہیں کرتے گناہ کو صرف خدائے متعال ہی بخش سکتا ہے اسے استغفار کہتے ہیں استغفار کی بہت فضیلت ہے اس ماہ مبارک میں اس سے غافل نہیں رہنا چاہیے خاص طور سے سحر کے وقت اور رات میں استغفار کیا کیجئے ماہ رمضان کی دعاؤں کو ان کے معنی پر توجہ دے کر پڑھا کیجئے۔

الحمدللہ! ہمارا معاشرہ روحانی اور مذہبی معاشرہ ہے دعا، توسل اور ابتہال الیٰ اللہ لوگوں میں رائج ہے لوگ اسے پسند کرتے ہیں ہمارے نوجوانوں کے پاک ونورانی دل ذکرخدا کی طرف مائل ہیں یہ سب اچھے مواقع ہیں ماہ رمضان کی صورت میں ایک غنیمت موقع ہمیں دیا گیا ہے اس ماہ سے، اس سنہرے موقع سے پورا فائدہ اٹھانا چاہیے اپنے دلوں کو خدا سے نزدیک کیجئے انہیں خدا سے آشنا کیجئے استغفار کے ذریعہ قلب روح کو پاک کیجئے اپنی دعائیں خدا کے سامنے پیش کیجئے ہماری قوم نے خدا سے معنوی ارتباط کے نتیجہ میں بڑے بڑے کارنامے انجام دیے ہیں خدا سے ارتباط پیدا کرنے کا ماہ رمضان ایک زبردست موقع ہے اس موقع سے فائدہ اٹھایئے۔

خداوند متعال سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہماری مدد کرے تا کہ ماہ رمضان میں ہم اپنے فرشتہ صفت نفس کو حیوان صفت نفس پر غالب بنا دیں، ہمارا وجود ایک رخ سے فرشتہ صفت ہے اور دوسرے رخ سے مادی اور حیوان صفت، نفسانی خواہشات مادی رخ کو فرشتہ صفت رخ پر غالب کر دیتی ہیں۔ خدا کرے ماہ مبارک رمضان میں ہم مادی رخ پر روحانیت ونورانیت کو غلبہ دینے میں کامیاب ہو جائیں اور پھر اس حالت کو ایک ذخیرہ کی طرح محفوظ رکھ

لیں اس طرح ماہ رمضان میں کی گئی یہ مشق سال بھر ہمارے کام آئے گی۔

نوٹ:

مذکورہ کلمات میں آقائی معظم نے خطبہ شعبانیہ کے چند کلمات کو ذکر کر کے ہمیں نصیحتیں فرمائی ہیں۔ ایک طالب علم ہونے کی بنا پر میں اس تشنگی میں اضافے کو محسوس کرتا ہوں جو ایک کسی پیاسے شخص کو پانی دیکھ کر محسوس ہوتی ہے۔

ہمارے استاد محترم حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید فیاض حسین نقوی دام عزہ نے اپنی کتاب دروس رمضان "زاد راہ مبلغین" میں خطبہ شعبانیہ کو بڑے خوبصورت انداز میں ترجمہ کیا ہے ہر ماہ رمضان المبارک میں میری ذاتی کوشش ہوا کرتی ہے کہ ماہ رمضان لمبارک کے ابتدائی دروس میں اس خطبہ کو کم از کم بار مومنین کے سامنے تلاوت ضرور کر دوں یہی وجہ ہے کہ اب بھی جب اس خطبہ کی طرف اشارے کرتے ہوئے آقائی رہبر معظم نے چند نصیحتیں فرمائیں تو میں چاہتا ہوں کہ اس کتاب کے آخر میں اس خطبہ کو مکمل طور پر قارئین کے استفادہ کے لئے من وعن پیش کر دوں۔

خطبۂ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا فضائل ماہِ مبارک رمضان

برکت، رحمت اور مغفرت کا مہینہ

عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خَطَبَنَا ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ:

حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ایک دن جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے لئے خطبہ دیا۔ ارشاد فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ!

اے لوگو!

إِنَّهُ قَدْ أَقْبَلَ إِلَيْكُمْ شَهْرُ اللهِ بِالْبَرَكَةِ وَالرَّحْمَةِ وَالْمَغْفِرَةِ۔

تمہاری طرف اللہ کا مہینہ برکت، رحمت اور مغفرت کے ساتھ آ رہا ہے

شَهْرٌ هُوَ عِنْدَ اللهِ أَفْضَلُ الشُّهُوْرِ

یہ وہ مہینہ ہے جو خدا کے نزدیک سب مہینوں سے بہتر ہے

وَ اَیَّامُہٗ اَفۡضَلُ الۡاَیَّامِ۔ وَ لَیَالِیۡہِ اَفۡضَلُ اللَّیَالِیۡ۔ وَ سَاعَتُہٗ اَفۡضَلُ السَّاعَاتِ۔

جس کے دن باقی دنوں، جس کی راتیں باقی راتوں سے اور جس کی گھڑیاں باقی گھڑیوں سے افضل ہیں۔

اللہ کی مہمانی

ھُوَ شَھۡرٌ دُعِیۡتُمۡ فِیۡہِ اِلٰی ضِیَافَۃِ اللّٰہِ،

یہ وہ مہینہ ہے جس میں خداوندعالم نے تمہیں اپنی ضیافت و مہمانی کی دعوت دی ہے

وَ جُعِلۡتُمۡ فِیۡہِ مِنۡ اَھۡلِ کَرَامَۃِ اللّٰہِ

اور جس میں خدا نے صاحبان کرامت سے قرار دیا ہے

اَنۡفَاسُکُمۡ فِیۡہِ تَسۡبِیۡحٌ وَ نَوۡمُکُمۡ فِیۡہِ عِبَادَۃٌ۔

تمہارا اس مہینہ میں سانس لینا تسبیح کا اور اس میں سونا عبادت کا ثواب رکھتا ہے،

وَ عَمَلُکُمۡ فِیۡہِ مَقۡبُوۡلٌ، وَ دُعَاؤُکُمۡ مُسۡتَجَابٌ۔

تمہارے اعمال اس میں قبول کئے جاتے ہیں اور دعائیں پوری کی جاتی ہیں

فَاسۡأَلُوۡا اللّٰہَ رَبَّکُمۡ بِنِیَّاتٍ صَادِقَۃٍ وَ قُلُوۡبٍ طَاھِرَۃٍ اَنۡ یُّوَفِّقَکُمۡ لِصِیَامِہٖ وَ تِلَاوَۃِ کِتَابِہٖ،

پس تم صاف اور سچی نیت اور پاک و پاکیزہ دل کے ساتھ خداوندعالم سے سوال کرو اللہ تمہیں اس بابرکت مہینہ میں روزے رکھنے اور قرآن مجید کی

تلاوت کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

فَاِنَّ الشَّقِیَّ مَنْ حَرُمَ غُفْرَانَ اللہِ فِیْ هٰذَا الشَّهْرِ الْعَظِیْمِ۔

کیونکہ جو شخص اس بڑے مہینے میں اللہ کی بخشش سے محروم رہے گا وہ بدبخت ہوگا اور اس کی عاقبت خراب ہوگی۔

قیامت کی بھوک اور پیاس

وَاذْکُرُوْا بِجُوْعِکُمْ وَ عَطَشِکُمْ فِیْهِ جُوْعَ یَوْمِ الْقِیَامَةِوَ عَطَشَهٗ۔

اس مہینے کی بھوک اور پیاس سے قیامت کی بھوک اور پیاس کو یاد کرو۔

وَتَصَدَّقُوْا عَلٰی فُقَرَائِکُمْ وَمَسَاکِیْنِکُمْ

اپنے مساکین اور فقراء کو صدقہ دو (اور ان کی مدد کرو)

وَوَقِّرُوْا کُبَارَکُمْ۔

اور بوڑھوں کی تعظیم کرو،

وَارْحَمُوْا صِغَارَکُمْ،

چھوٹوں پر رحم کرو

وَصِلُوْا اَرْحَامَکُمْ،

اور رشتہ داروں پر مہربانی کرو۔

زبان اور آنکھ کا روزہ

وَاحْفِظُوْا اَلْسِنَتَکُمْ۔

اپنی زبان کی حفاظت کرو (یعنی حرام کھانے، غیبت اور جھوٹ جیسے گناہوں سے بچاؤ)

وَ غُضُّوْا عَمَّا لَا یَحِلُّ النَّظَرُ اِلَیْہِ اَبْصَارَکُمْ،

اپنی آنکھوں کو ان چیزوں سے جن کا دیکھنا تمہارے لئے حلال نہیں بند کرو

وَ عَمَّا لَا یَحِلُّ الْاِسْتِمَاعُ اِلَیْہِ اَسْمَاعَکُمْ۔

اور جن چیزوں کا تمہارے لئے سننا حلال نہیں اپنے کانوں کو ان سے بچاؤ۔

یتیموں پر شفقت، دعا اور توبہ

تَحَنَّنُوْا عَلٰی اَیْتَامِ النَّاسِ یُتَحَنَّنُ عَلٰی اَیْتَامِکُمْ۔

یتیموں پر رحم کرو تا کہ لوگ تمہارے بعد تمہارے یتیموں پر رحم کریں

وَ تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ مِنْ ذُنُوْبِکُمْ

اور بارگاہ خدا میں اپنے گناہوں سے توبہ کرو

وَ ارْفَعُوْا اِلَیْہِ اَیْدِیَکُمْ بِالدُّعَاءِ فِیْ اَوْقَاتِ الصَّلَاتِکُمْ فَاِنَّہَا اَفْضَلُ السَّاعَاتِ

اور نماز کے وقت اپنے ہاتھوں کو دعا کے لئے بلند کرو کیوں کہ نماز کا وقت بہترین وقت ہے

یَنْظُرُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ فِیْہَا بِالرَّحْمَۃِ اِلٰی عِبَادِہٖ،

اللہ تعالیٰ رحمت کی نگاہ اس وقت اپنے بندوں کی طرف کرتا ہے

يُجِيبُهُمْ إِذَا نَاجَوْهُ،

اوران کا جواب دیتا ہے جب وہ اس سے مناجات کرتے ہیں

وَيُلَبِّيهِمْ ،إِذَا نَادُوهُ

اور جو اس کو پکارتے ہیں ان کو لبیک کے ساتھ جواب عنایت فرماتا ہے

وَيُعْطِيهِمْ إِذَا سَأَلُوهُ،

اوراپنے بندوں کو عطا فرماتا ہے جب وہ اس سے سوال کرتے ہیں

وَيَسْتَجِيبُ لَهُمْ إِذَا دَعَوْهُ۔

اور جب دعا کرتے ہیں تو ان کی دعا قبول فرماتا ہے۔

أَيُّهَا النَّاسُ!

اے لوگو!

إِنَّ أَنْفُسَكُمْ مَرْهُونَةٌ بِأَعْمَالِكُمْ فَفَكُّوهَا بِاسْتِغْفَارِكُمْ،

یقینا تمہاری گردنیں تمہارے اعمال کے بدے گروی پڑی ہوئی ہیں اللہ سے بخشش طلب کر کے آزاد کرانے کی کوشش کرو

وَظُهُورُكُمْ ثَقِيلَةٌ مِنْ أَوْزَارِكُمْ فَخَفِّفُوا عَنْهَا بِطُولِ سُجُودِكُمْ۔

اورتمہاری پشت گناہ کی وجہ سے بھاری ہوچکی ہے اسے زیادہ سجدے بجالا کر ہلکا کرنے کی کوشش کرو

وَاعْلَمُوا أَنَّ اللهَ أَقْسَمَ بِعِزَّتِهِ أَنْ لَا يُعَذِّبَ الْمُصَلِّينَ وَ السَّاجِدِينَ

اور جان لو کہ خداوندعالم نے اپنی عزت اور عظمت کی قسم کھا رکھی ہے کہ اس

مہینے میں سجدے کرنے والوں اور نماز پڑھنے والوں کو عذاب نہ کرے گا

وَ اَنْ لَا یَرْوعَھُمْ بِالنَّارِ یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

اور قیامت میں انہیں جہنم کی آگ سے نہ ڈرائے گا۔

افطار کا ثواب

اَیُّھَا النَّاسُ!

اے لوگو!

مَنْ فَطَرَ مِنْکُمْ صَائِمًا مُؤْمِنًا فِیْ ھٰذَا الشَّھْرِ کَانَ لَہٗ بِذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰہِ عِتْقُ نَسَمَۃٍ وَ مَغْفِرَۃٌ لِمَا مَضٰی مِنْ ذُنُوْبِہٖ

جو شخص اس مہینے میں کسی مومن کا روزہ افطار کرائے تو خدا اسے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب عنایت فرمائے گا اور اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَلَیْسَ کُلُّنَا نَقْدِرُ عَلٰی ذٰلِكَ۔

آپ ﷺ کے اصحاب میں سے بعض نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم سب لوگ تو اس پر قدرت نہیں رکھتے۔

فَقَالَ ﷺ: اِتَّقُوا النَّارَ وَ لَوْ بِشِقِّ تَمْرَۃٍ، اِتَّقُوا النَّارَ وَ لَوْ بِشُرْبَۃٍ مِّنْ مَّاءٍ۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم کھجور کے آدھے دانے یا ایک گھونٹ پانی کے ساتھ روزہ افطار کروانے کے ذریعہ بھی جہنم کی آگ سے اپنے آپ کو بچاؤ (کیونکہ خداوند عالم یہی ثواب اسکو عنایت فرمائے گا جو اس سے زیادہ

کی قدرت نہ رکھتا ہو)۔

حسن خلق، احسان اور صلہ رحمی

اَیُّهَا النَّاسُ!

اے لوگو!

مَنْ حَسُنَ فِيْ هٰذَا الشَّهْرِ خُلْقَهٗ كَانَ لَهٗ جَوَازًا عَلَى الصِّرَاطِ يَوْمَ تَزِلُّ فِيْهِ الْاَقْدَامِ،

جو شخص اس مہینے میں اپنے اخلاق کو درست کرے تو اسے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن پل صراط سے آسانی سے گذار دے گا جب کہ لوگوں کے قدم وہاں پھسل رہے ہوں گے

وَ مَنْ خَفَّفَ فِيْ هٰذَا الشَّهْرِ عَمَّا مَلَكَتْ يَمِيْنَهٗ خَفَّفَ اللهُ عَلَيْهِ حِسَابَهٗ

اور جو شخص اپنے غلام سے اس مہینے میں کم خدمت لےتو خداوند عالم قیامت کے دن اس کا حساب کتاب آسانی کے ساتھ لے گا۔

وَمَنْ كَفَّ فِيْهِ شَرَّهٗ كَفَّ اللهُ عَنْهُ غَضَبَهٗ يَوْمَ يَلْقَاهُ،

اور جو شخص اس مہینہ میں کسی کو تکلیف نہ پہنچائے تو وہ قیامت کے دن خدا کے غضب سے محفوظ رہے گا

وَمَنْ اَكْرَمَ فِيْهِ يَتِيْمًا اَكْرَمَهُ اللهُ يَوْمَ يَلْقَاهُ،

اور جو شخص اس مہینے میں کسی یتیم کو مہربانی اور عزت کی نگاہ سے دیکھے گا تو خداوند عالم اس شخص کو قیامت کے دن عزت کی نگاہ سے دیکھے گا

وَمَنْ وَصَلَ فِيْهِ رَحِمَهٗ وَصَلَهُ اللّٰهُ بِرَحْمَتِهٖ يَوْمَ يَلْقَاهُ،

اور جوشخص اس مہینے میں اقرباء کے ساتھ احسان اور صلہ رحمی کرے تو خداوندعالم اس پر قیامت کے دن اپنی رحمت نازل فرمائے گا

وَمَنْ قَطَعَ فِيْهِ رَحِمَهٗ قَطَعَ اللّٰهُ عَنْهُ رَحْمَتَهٗ يَوْمَ يَلْقَاهُ

اور جوشخص اس مہینے میں اپنے اقرباء سے قطع رحمی کر دے تو وہ بروزِ قیامت خدا کی رحمت سے محروم ہوگا۔

واجب اور مستحب نماز کا ثواب

وَمَنْ تَطَوَّعَ فِيْهِ بِصَلَاةٍ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بَرَائَةً مِّنَ النَّارِ

جوشخص اس مہینے میں مستحب نمازیں پڑھے تو خداوندعالم قیامت کے دن اس کیلئے جہنم سے برأت نامہ عنایت فرمائے گا

وَمَنْ اَدّٰى فِيْهِ فَرْضًا كَانَ لَهٗ ثَوَابُ مَنْ اَدّٰى سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الشُّهُوْرِ۔

اور جوشخص اس مہینے میں اپنی ایک واجب نماز بجالائے گا تو اس کو اس شخص جتنا ثواب ملے گا جس نے کسی دوسرے مہینے میں ستر نمازیں پڑھی ہوں

تلاوت قرآن مجید اور تلاوت کا ثواب

مَنْ اَكْثَرَ الصَّلٰوةِ عَلَيَّ ثَقَّلَ اللّٰهُ مِيْزَانَهٗ يَوْمَ تَخِفُّ الْمَوَازِيْنُ،

اور جوشخص اس مہینے میں مجھ پر زیادہ صلوات بھیجے گا تو خداوندعالم اس کے

اعمال کے پلڑے کو بھاری کر دے گا جب کہ لوگوں کے اعمال کے پلڑے ہلکے ہوں گے

وَ مَنْ تَلَا فِیْهِ آیَةً مِنَ الْقُرْآنِ کَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِ مَنْ خَتَمَ الْقُرْآنَ فِیْ غَیْرِهٖ مِنَ الشُّهُوْرِ۔

اور جو شخص اس مہینے میں قرآن مجید کی ایک آیت کو پڑھے تو اس کے لئے دوسرے مہینوں میں قرآن مجید کے ختم کرنے کا ثواب خداوند عالم عنایت فرمائے گا۔

اَیُّهَا النَّاسُ!

اے لوگو!

اِنَّ اَبْوَابَ الْجِنَانِ فِیْ هٰذَا الشَّهْرِ مُفَتَّحَةٌ فَاسْئَلُوْا رَبَّکُمْ اَنْ لَّا یُغْلِقَهَا عَلَیْکُمْ،

جنت کے دروازے اس مہینے میں کھلے پڑے ہیں پس اللہ تعالیٰ سے سوال کرو کہ انہیں تم پر بند نہ کرے

وَ اَبْوَابَ النِّیْرَانِ مُغَلَّقَةٌ فَأَسْئَلُوْا رَبَّکُمْ اَنْ لَّا یَفْتِحَهَا عَلَیْکُمْ،

اور جہنم کے دروازے اس مہینے میں بند پڑے ہیں پس اللہ تعالیٰ سے سوال کرو کہ انہیں تم پر نہ کھولے،

وَالشَّیَاطِیْنَ مَغْلُوْلَةٌ فَأَسْئَلُوْا رَبَّکُمْ اَنْ لَّا یُسَلِّطَهَا عَلَیْکُمْ۔

اور شیطانوں کو اس مہینے میں زنجیروں سے جکڑا جا چکا ہے پس اللہ تعالیٰ سے سوال کرو کہ انہیں تمہارے اوپر مسلط نہ کرے۔

افضل ترین عمل

قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَقُمْتُ فَقُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَا اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ فِیْ هٰذَا الشَّهْرِ؟

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے کھڑے ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس مہینہ میں افضل ترین عمل کون سا ہے؟

فَقَالَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَا اَبَا الْحَسَنِ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ فِیْ هٰذَا الشَّهْرِ الْوَرَعُ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ.

آپؐ نے فرمایا: اے ابو الحسنؑ اس مہینہ میں افضل ترین عمل محرمات الٰہیہ سے پرہیز کرنا ہے۔

ثُمَّ بَکٰی، فَقُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا یُبْکِیْكَ؟

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روئے تو میں نے پوچھا: اے رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ کس بات پر روئے ہیں؟

فَقَالَ: یَا عَلِیُّ اَبْکِیْ لِمَا یُسْتَحِلُّ مِنْكَ فِیْ هٰذَا الشَّهْرِ کَاَنِّیْ بِكَ وَ اَنْتَ تُصَلِّیْ لِرَبِّكَ، وَ قَدِ انْبَعَثَ اَشْقَی الْاَوَّلِیْنَ شَقِیْقُ عَاقِرِ نَاقَةِ ثَمُوْدَ، فَضَرَبَكَ ضَرْبَةً عَلٰی قَرْنِكَ فَخَضَبَ مِنْهَا لِحْیَتُكَ،

تو فرمایا: اے علی (علیہ السلام)! اس ماہ جو سلوک تم سے روا رکھا جائے گا تم حالت نماز میں ہو گے کہ اس اثناء میں اولین شقی ترین انسان سے بھی شقی تر اور ناقۂ قومِ ثمود کو قتل کرنے والے کا بھائی اٹھے گا اور تجھے ایسی ضربت لگائے گا

جوتمہاری داڑھی کو خضاب کر دے گی۔

قَالَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَ ذٰلِكَ فِيْ سَلَامَةٍ مِنْ دِيْنِيْ؟

امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں: پھر میں نے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا اس موقع پر میرا دین سلامت ہوگا؟

فَقَالَ: فِيْ سَلَامَةٍ مِنْ دِيْنِكَ۔

تو فرمایا: (ہاں) تمہارا دین سالم ہوگا۔

ثُمَّ قَالَ: يَا عَلِيُّ مَنْ قَتَلَكَ فَقَدْ قَتَلَنِيْ، وَ مَنْ اَبْغَضَكَ فَقَدْ اَبْغَضَنِيْ، وَ مَنْ سَبَّكَ فَقَدْ سَبَّنِيْ لِاَنَّكَ مِنِّيْ كَنَفْسِيْ، رُوْحُكَ مِنْ رُوْحِيْ، وَ طِيْنَتُكَ مِنْ طِيْنَتِيْ،

پھر فرمایا: اے علیؑ! جس نے تجھے قتل کیا گویا اس نے مجھے قتل کیا اور جس نے تجھے غضبناک کیا اس نے مجھے غضبناک کیا اور جس نے تجھے دشنام دیا اس نے مجھے دشنام دیا اس لئے کہ تم میرے حوالے سے میرے نفس ہو۔ تمہاری روح میری روح ہے، تمہاری طینت میری طینت ہے،

اِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى خَلَقَنِيْ وَ اِيَّاكَ وَ اصْطَفَانِيْ وِ اِيَّاكَ وَ اخْتَارَنِيْ لِلنُّبُوَّةِ، وَ اخْتَارَكَ لِلْاِمَامَةِ، فَمَنْ اَنْكَرَ اِمَامَتَكَ فَقَدْ اَنْكَرَ نُبُوَّتِيْ۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے اور تجھے خلق کیا اور مجھے اور تجھے منتخب فرمایا اور مجھے نبوت اور تجھے امامت کے لئے منتخب فرمایا۔ پس جس نے تیری امامت کا انکار کیا اس نے میری نبوت کا انکار کیا۔

يَا عَلِيُّ اَنْتَ وَصِيِّيْ وَ اَبُوْ وُلْدِيْ وَ زَوْجُ اِبْنَتِيْ وَ خَلِيْفَتِيْ عَلٰى اُمَّتِيْ فِيْ حَيَاتِيْ وَ بَعْدَ مَوْتِيْ، اَمْرُكَ اَمْرِيْ، وَ نَهْيُكَ نَهْيِيْ، اُقْسِمُ بِالَّذِيْ بَعَثَنِيْ بِالنُّبُوَّةِ وَ جَعَلَنِيْ خَيْرَ الْبَرِيَّةِ اِنَّكَ لَحُجَّةُ اللهِ عَلٰى خَلْقِهٖ وَ اَمِيْنُهٗ عَلٰى سِرِّهٖ وَ خَلِيْفَتُهٗ عَلٰى عِبَادِهٖ۔

اے علیؑ! تم میرے وصی ہو اور میری اولاد کا باپ ہو، میری بیٹی کے شوہر ہو اور میری زندگی میں بھی اور میرے مرنے کے بعد بھی میری امت میں تم میرے خلیفہ ہو تمہارا امر میرا امر ہے اور تمہاری نہی میری نہی ہے، میں اس ذات کی قسم کھاتا ہوں جس نے مجھے نبوت کے ساتھ مبعوث فرمایا اور مجھے خیر البریہ قرار دیا کہ تم اللہ تعالیٰ کی مخلوقات پر اس کی حجت اور اس کے راز کے امین اور اس کے بندوں پر اس کا خلیفہ ہو۔